شعروشاعری سیرت طیبہؐ کی روشنی میں

انتخاب: پروفیسر ڈاکٹر قاضی رشید احمد

حضورؐ کے خاندان کا ایک خاص ادبی وشعری پس منظر تھا۔ آپؐ کے گھرانے کے بیشتر افراد فصیح الکلام تھے اور بہت اعلیٰ ادبی ذوق رکھتے تھے۔ اس کے علاوہ وہ ایک اور بھی دور کی کوڑی لائے تھے جس کا اطلاق وہ قرآن کریم پر کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب کے جملہ کا نام آیت رکھا ہے۔ آیات کے مجموعہ اور قرآن کے جز کا نام سورت رکھا ہے جبکہ اہل عرب اپنے مجموعہ کلام کو دیوان کہتے تھے، کلام کے حصہ کو اہل عرب قصیدہ اور سب سے چھوٹے حصہ کو بیت کہتے تھے۔ اس میں ان کو ایک گونہ مماثلت نظر آئی اور قرآن پر بھی پراپیگنڈے کے لئے شاعری کا الزام دھرا۔ شاعروں کی اہم خصوصیت جو نبی کریمؐ کے طرز عمل کی عین ضد تھی وہ یہ کہ حضورؐ جو فرماتے تھے وہ کرتے بھی تھے اور جو کرتے وہی فرماتے تھے۔ آپؐ کے قول وفعل میں کوئی تضاد نہ تھا جس سے کوئی انکار نہیں کرسکتا۔ جبکہ شعراء کا حال یہ ہوتا ہے کہ زیادہ تر گفتار کے غازی ہوتے ہیں جن کی مثالوں سے تاریخ بھری پڑی ہے۔ تاہم قرآن ان شعراء کو مستثنیٰ کردیتا ہے جو سچے اور عملی زندگی میں باکردار ہوں۔ آپؐ پر شاعری کی تہمت لگا کر وہ قرآن اور آپؐ کی وقعت گھٹانے کی کوشش کر رہے تھے مگر اس الزام کے کھوکھلے پن کا انہیں خود بہت احساس تھا اس لئے وہ بہت جلد اس الزام سے دستبردار ہوگئے اور اس الزام کو انہوں نے بار بار دہرانا لازم نہیں سمجھا۔(۱)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر شاعری، کہانت، ساحر اور جنون کی تہمتیں لگانے کا مقصد اس کے سوا اور کچھ نہ تھا کہ لوگوں کو آپؐ کی دعوت سے بدگمان کیا جائے اور گمراہ کیا جائے اور انہیں آپؐ سے دور رکھا جائے۔ وہ لوگ جنہیں اپنی زبان دانی اور فصیح الکلامی پر بڑا غرور تھا، جو دیگر اقوام کو گونگے اور بہرے سمجھتے تھے قرآن کریم کے سامنے خود گونگے بن کر ٹامک ٹوئیاں مارنے لگے۔ تاہم قرآن کریم کے بارے میں اب یہ کہنا مشکل ہے کہ اس کی ہیئت کیا ہے کیونکہ اس میں اصناف ادب کی تمام اعلیٰ خصوصیات کو کمال لطافت کے ساتھ سمویا گیا ہے۔ وجدان اور ذوق سلیم ان لطافتوں کا احساس تو ضرور کرسکتا ہے لیکن عقل بے مایہ کیلئے یہ ممکن نہیں کے پورے طور پر ان کی تحلیل کرے اور تجزیہ کے بعد انہیں الفاظ کے پیراہن میں پیش بھی کرسکے۔ اگر یہ کہا جائے تو زیادہ صحیح ہوگا کہ

کائنات کا عیاں اور نہاں جلال اور جمال قرآن وحدیث میں سب سے زیادہ نکھری ہوئی شکل میں ملتا ہے۔ دونوں کے الہام بیان میں ایک الہامی شان تقدس ہے۔ اور اس ملکوتی جمال میں ہماری زندگی کے ارضی حرارت بھی پوشیدہ ہے۔(۲)

ڈاکٹر طٰہ حسین نے اس گتھی کو نہایت سادہ انداز میں سلجھانے کی ایک کوشش کی ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ دنیا کے تمام انسانوں نے اپنی اپنی زبان میں جو ادب تخلیق کیا ہے وہ دو اصناف پر مشتمل ہے شاعری یا نثر، مگر عربی زبان کا ادب دو اصناف پر مشتمل نہیں بلکہ تین اصناف پر مشتمل ہے، ایک شاعری دوسرا نثر تیسرا قرآن! چونکہ قرآن نہ شاعری کے ضمن میں آتا ہے نہ نثر کے دائرے میں بلکہ یہ تو ایک الگ اور مستقل تیسری صنف ہے جسے قرآن ہی کہا جا سکتا ہے۔ چونکہ انسانی کلام شعر یا نثر میں ہوتا ہے جبکہ قرآن کریم شعر و نثر میں نہیں تو ظاہر ہوا کہ یہ کسی بشر کا کلام تو ہے نہیں پھر کس کا کلام ہوا اللہ کا ہی ہوا۔ (۳)

قرآن کریم دراصل سخن بادشاہ کل جہاں ہے۔ اس لئے یہ بادشاہ سخن ہے نزول قرآن سے پہلے سے لے کر اب تک جتنے بلند پایہ ادبی شہ پارے منصۂ شہود پر آئے ہیں اور تا قیامت آئیں گے ان سب کی مثال سورج کے سامنے چراغ سے زیادہ نہیں ہوگی۔ یہ بادشاہ سخن رہے گی۔ اس اعجازی کلام کی تاثیر یہ ہے کہ زبان آوروں کی گرمی بازار ٹھنڈی ہوگئی، عکاظ کا بازار مندا پڑ گیا اور یہ عالم ہوا کہ اگر نشاط طبع منظور ہے تو اس نور مبین کا ورد ہے اور اگر حصول برکت مقصود ہے تو کتاب عزیز کا سماع ہے۔ سرزمین عرب کے سب سے بڑے شاعر لبید جن کے اشعار کے بارے میں کہا جاتا تھا کہ ان کے اشعار کو اپنی اپنی گردنوں پر لکھ لو خواہ خنجر کی نوک ہی سے لکھنا پڑے۔ وہ قرآن کے سامنے اپنی شاعری سے دستبردار ہوتا ہے اور کہتا ہے کہ قرآن کو پالینے کے بعد اب شاعری میں کچھ مزہ نہیں (۴)

رسول اکرمؐ اور شعر و شاعری: سورہ یٰسین میں فرمایا گیا ہے "ہم نے اس کو شعر نہیں سکھایا نہ یہ اس کے کرنے کا کام ہے"۔ (۵) چونکہ وہ پیغمبر تھے، یہ آپؐ کے کرنے کا کام نہ تھا اور نہ یہ آپؐ کے شایان شان تھا۔ اس لئے آپؐ کا مزاج شاعرانہ نہ تھا۔ اور آپؐ کا مزاج شاعری سے کوئی مناسبت نہیں رکھتا تھا۔ اگر آپؐ کا مزاج شاعرانہ ہوتا یا آپؐ شعر و شاعری کی محفلوں میں اٹھتے بیٹھتے اور شعر کہتے تو کفار مکہ اس کو بنیاد بنا کر آپؐ کے خلاف پراپیگنڈے میں اپنا پورا زور

صرف کر دیتے۔ لیکن نبوت سے پہلے کبھی آپ ؐ نے شعروشاعری میں کوئی دلچسپی نہیں لی تھی۔ اگر چہ ان میں بعض افراد نے آپ کو شاعر بھی کہا تو کسی نے ان کی بات کو وقعت نہ دی بلکہ الزام لگانے والوں کو خود بھی اپنے الزام کے بودے پن کا احساس ہوتا تھا اس لئے انہوں نے کبھی آپ کو شاعر ٹھہرانے پر اصرار نہ کیا۔ معتبر روایات میں آیا ہے کہ آپ ؐ کو کوئی شعر پورا یاد نہ تھا۔ دوران گفتگو کبھی کسی شاعر کا کوئی اچھا شعر زبان پر آ تا تو بھی غیر موزوں پڑھ جاتے تھے۔ یا اس میں الفاظ کا الٹ پھیر ہو جاتا تھا۔ حسن بصریؒ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ شعر پڑھ رہے تھے:

کفی بالاسلام والشیب للمرنا ناهیاء

یعنی آدمی کو اسلام اور ضعیفی بدی سے روکنے کیلئے کافی ہے

ابوبکر صدیقؓ نے عرض کیا، یا رسولؐ اللہ اصل مصرع یوں ہے

کفی الشیب والاسلام للمرنا ناهیاء

ضعیفی اور اسلام انسان کو بدی سے روکنے کیلئے کافی ہے۔ پھر بھی رسولؐ یہی فرماتے تھے۔

کفی بالاسلام والشیب للمرنا ناهیاء

حضرت عائشہؓ سے ایک بار دریافت کیا گیا کہ آپ نے کبھی رسول کو بطور مثال شعر پڑھتے سنا، تو انہوں نے کہا جب آپ گھر میں داخل ہوتے تھے تو کبھی کبھی یہ شعر پڑھتے تھے:

''اور تیرے پاس وہ شخص خبریں لائیں گے جس کو تر دد نہیں'' (۲)

ایک مرتبہ عباس بن مرداس سلمٰی سے آپ ؐ نے پوچھا، تم ہی نے یہ شعر کہا ہے:

اتجعل نهبی ونهب العبيد وبين الاقرع وعيينه

انہوں نے کہا یا رسول اللہ آخری مصرع یوں نہیں بلکہ یوں ہے

بين عيينه والا قرع

تو آپ ؐ نے فرمایا معنی میں دونوں یکساں ہیں

یہ بھی روایت ہے کہ آپ ؐ کبھی کبھار بنی قیس کے شاعر کا ایک شعر پڑھتے تھے مگر اول کو آخر اور آخر کو اول پڑھ جاتے تھے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ عرض کرتے تھے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ شعر یوں نہیں بلکہ یوں ہے، تو آپ ؐ فرماتے ''بھائی میں شاعر نہیں ہوں اور نہ شعر گوئی میرے کرنے کا

کام ہے"(۷) تاہم اس امر میں کوئی شک نہیں کہ آپؐ کو وقت کے تمام شعراء کے اشعار اور ان کا ادبی مقام و مرتبہ معلوم تھا۔ مختلف مواقع پر آپؐ نے ان کے بارے میں تنقیدی آراء کا اظہار بھی کیا تھا۔ اچھے اشعار سنتے بھی تھے۔ ایک بار ایک صحابیؓ نے مشہور شاعر امیہ بن الصلت کا ایک شعر پڑھا تو آپؐ نے مزید اشعار سنانے کی فرمائش کی۔ اس صحابیؓ نے امیہ بن الصلت کے سو اشعار آپ کو سنا دیئے۔ ہر شعر کے ختم ہونے پر آپؐ فرماتے اور اور، میں آپؐ نے فرمایا کہ "امیہ بن الصلت مسلمان ہوتے ہوتے رہ گیا"(۸)

امیہ بن الصلت (متوفی ۹ ہجری) زمانہ جاہلیت کے ان لوگوں میں سے تھا جن کو حق کی تلاش تھی مگر جب آنحضرتؐ نبی ہوگئے تو وہ حسد کی وجہ سے ایمان سے محروم رہا۔ آپؐ جب ان کے ایمان و یقین اور توحید و رسالت سے بھرے اشعار سنتے تھے تو فرماتے کہ "اس کی زبان تو ایمان لے آئی مگر اس کا دل منکر رہا" تاہم جب غزوہ بدر ہوا تو اس نے مقتولین قریش کا مرثیہ کہا بلکہ دیگر لوگوں کو بھی آپؐ کے خلاف ابھارنے لگا تو آپؐ نے اس کے اشعار روایت کرنے سے منع فرمادیا تاکہ اس کا شعر پھیلنے نہ پائے(۹)

ایک مرتبہ ایک شخص نے قبول اسلام کے بعد اپنا نسب سامہ بن لوی سے ظاہر کیا تو آپؐ نے استفہامیہ انداز میں پوچھا"الشاعر؟" کیا وہی سامہ جو شاعر تھا۔ جواب ملا"ہاں"(۱۰)

بیعت عقبہ ثانیہ کے موقع پر جب کعب بن مالک، براء بن معرور کے ساتھ آئے تو عباسؓ بن عبدالمطلب نے ان کا تعارف آپؐ سے کرایا کہ یہ براء بن معرور ہے، اور اپنی قوم کا سردار ہے اور یہ کعب بن مالک ہے۔ کعب بن مالکؓ بڑے فخر سے بتایا کرتے تھے کہ واللہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کو نہیں بھولوں گا کہ آپؐ نے اشتیاق بھرے لہجہ میں پوچھا: کیا وہ کعب بن مالک جو شاعر ہے؟(۱۱)

ان روایات سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ آپؐ قدیم وجدید شعراء اور ان کے کلام سے مکمل طور پر آگاہ تھے۔ آپ کے صحابہ کرامؓ شاعری سے خاص شغف رکھتے تھے اور ان کے ساتھ ادبی محفل آراستہ فرماتے تھے۔ اس سلسلہ میں متعدد روایات مستند حوالوں کے ساتھ کتب وسیرت میں درج ہیں اور کئی احادیث بھی موجود ہیں۔ حضرت عبداللہ بن رواحہ کا یہ حال تھا کہ مسجد نبوی کی تعمیر کے وقت عبداللہ بن رواحہ مٹی ڈھوتے ہوئے تھکن مٹانے کیلئے یہ اشعار پڑھتے تھے:

وہ کامیاب ہے جو مسجد تعمیر کرتا ہے
اور اٹھتے بیٹھتے قرآن پڑھتا ہے
اور رات کو جاگتا رہتا ہے
آپؐ بھی ان کے ہر قافیہ کے ساتھ آواز ملاتے جاتے تھے
اس طرح صحابہ کرامؓ پتھر اٹھا اٹھا کر لاتے تھے اور یہ رجز پڑھتے جاتے تھے، آنحضرت بھی ان کے ساتھ آواز ملاتے اور فرماتے
اے خدا! کامیابی صرف آخرت کی کامیابی ہے
اے خدا! مہاجرین اور انصار کو بخش دے (۱۲)

جامع ترمذی میں حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ آپؐ کبھی کبھی عبداللہ بن رواحہ کے اشعار پڑھتے تھے کیونکہ ان کے اشعار توحید و رسالت، ایمان اور یقین سے لبریز ہوتے تھے اس لئے آپ کو زیادہ پسند تھے (۱۳)

ایک بار آپؐ نے حضرت حسان بن ثابتؓ سے پوچھا کہ کیا تم نے ابوبکر صدیقؓ کی مدح میں بھی کچھ کہا تو انہوں نے کہا جی ہاں! فرمایا گیا کہو میں سنوں گا۔
حسان بن ثابت نے ہجرت مدینہ اور غار ثور کے پس منظر میں یہ اشعار کہے:
''وہ (صدیق) غار میں دو میں کے دوسرے تھے حالانکہ وہ جب غار میں اترے تو دشمن ان کے ارد گرد پھرتے رہے (مگر ان کو) نہ دیکھ سکے
وہ رسولؐ کے ایسے محبوب تھے کہ سب لوگ جانتے ہیں کہ مخلوق میں کوئی شخص ان کے برابر نہیں''
یہ سن کر آپؐ نے تبسم فرمایا جس سے دندان مبارک نظر آنے لگے اور فرمایا: اے حسان تم نے سچ کہا وہ ایسے ہی ہیں جیسے تم نے کہا ہے (۱۴) مطعم بن عدی جس نے سفر طائف کے بعد آپ کو مکہ میں اپنی پناہ میں لیا تھا وہ غزوہ بدر سے کچھ عرصہ قبل حالت کفر میں وفات پا گیا۔ مطعم بن عدی کے اس احسان کے بدلے حسان بن ثابتؓ نے ان کا مرثیہ کہا جو رزقانی جلد اول اور سیر النبی کامل، ابن ہشام جلد اول میں ملاحظہ کیا جا سکتا ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ مرثیہ حضورؐ کی رضامندی اور منظوری کے بعد ہی کہا گیا ہوگا (۱۵)

مشہور مرثیہ گو شاعرہ خنساءؓ کے کلام کی نہ صرف تعریف کی بلکہ کہتے ہیں ہاں بھئی خنساءؓ کچھ سناؤ۔ آپؐ نہ صرف ان کے اشعار سنتے تھے بلکہ داد بھی دیتے تھے۔ اسود بن سریع سے بیٹھ کر ان کے اشعار سنتے۔ عبداللہ بن رواحہ اور نابغہؓ جعدی کے کلام کی بھی تعریف وتوصیف فرمائی اور نابغہ کو دعا دی کہ تمہارے دانت کبھی نہ گریں (۱۲)۔ بعض شعراء کو انعامات سے نوازا یعنی کعبؓ بن زہیر کو چادر اڑھائی۔ حسان بن ثابتؓ کو ایک کنیز اور باغ تحفہ میں دیا (۱۷) کعبؓ بن مالک اور دیگر شعراء کیلئے دعائے خیر کی۔

آپؐ کا معمول تھا کہ نماز فجر پڑھنے کے بعد مسجد نبویؐ بیٹھ جاتے صحابہ کرامؓ پروانہ وار پاس آ کر بیٹھ جاتے تھے۔ کبھی صحابہ کرامؓ اثنائے گفتگو میں ادب کے ساتھ ساتھ جاہلیت کے قصے بیان کرتے۔ قصیدے، اشعار اور مزاح کی باتیں کرتے۔ آپؐ سنتے رہتے کبھی کسی بات پر مسکرا بھی دیتے۔ نماز فجر کی تسبیحات کے بعد نماز اشراق تک مسجد نبویؐ میں ادبی محفل جمی رہتی تھی (۱۸)۔ غالباً انہی محفلوں میں حضرت ابوبکر صدیقؓ نے دیکھا تھا کہ آنحضورؐ مسجد نبویؐ میں حضرت حسان بن ثابتؓ سے اشعار سن رہے ہیں۔ تو انہوں نے استفہامیہ نظروں سے آپ کو دیکھا اور حیرت زدہ لہجہ میں پوچھا: شعر بھی قرآن بھی؟

تو آپؐ نے فرمایا: ہاں کبھی یہ اور کبھی یہ۔ (۱۹)

لیکن اس میں حیرانگی کی کوئی بات نہیں کیونکہ ذوق شعری عربوں کی گھٹی میں پڑا تھا آپؐ نے ایک بار فرمایا تھا کہ "عرب اس وقت تک شعر ترک نہیں کریں گے جب تک اونٹنیاں اپنے بچوں کیلئے شفقت واشتیاق نہیں چھوڑ دیتیں اور یہ دونوں باتیں محالات میں سے ہیں"

دوسری جگہ عربوں کے ذوق شعری کے متعلق فرمایا: "شعر کلام عرب کا ایک حصہ ہے جو پر مغز ہوتا ہے۔ جسے عرب اپنے صحراؤں میں کہتے ہیں، دل کی آلائشوں کو اس کے ذریعہ کھینچ نکالتے ہیں یا اپنی بھڑاس نکال لیتے ہیں"۔ (۲۰) چونکہ شعر کلام عرب کا ایک حصہ ہے اسلئے آنحضورؐ نے ایک دفعہ عربی کے جواں مرگ شاعر طرفہ کے اس شعر "بعید اغداً ما اقرب الیوم من غد" سے ایک موقع پر مثال پیش کی تھی (۲۱)

اور خود حضورؐ کی زبان مبارک سے دو مواقع پر رجزیہ اشعار ادا ہوئے تھے۔ ایک بار چلتے وقت آپ کو پتھر سے ٹھوکر لگی اور آپ کی انگلی مبارک خون سے آلود ہوگئی تو آپؐ نے یہ شعر فرمایا:

اور تم صرف ایک انگلی ہو جو خون آلود ہوگئی اور جو کچھ تمہیں تکلیف پہنچی ہے اللہ کے راستہ میں پہنچی ہے (۲۲)

اور دوسری بار جنگ حنین میں یہ رجز پڑھی:

میں نبی ہوں، اس میں جھوٹ نہیں، میں عبدالمطلب کا پوتا ہوں (۲۳)

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ رجز کے علاوہ دوسرے اشعار تو آپؐ نے کسی کے بھی پورے نہیں پڑھے تھے لیکن رجز کے دو بیت خود اپنی زبان مبارک سے ادا فرمائے، تو کیا رجز پڑھنے کی اجازت تھی اور اس کے علاوہ شعر پڑھنے کی اجازت نہ تھی؟ اہل علم اس بات پر متفق ہیں کہ افصح العربؐ کے بارے میں یہ کہنا کہ آپؐ معاذ اللہ وزن شعر سے واقف نہ تھے جو شعر کو صحیح الوزن پڑھ نہ سکتے تھے، بالکل غلط ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ آپ کو شعر سے زبان آلودہ کرنے کی اجازت نہ تھی۔ مبادا آپ کی طبیعت شعر میں لگ جائے یا لوگ آپ کو بھی ایک شاعر ہی نہ تصور کرنے لگیں کیونکہ یہ بات منصب نبوت کیلئے مناسب ہی نہ تھی۔ رہے دو رجزیہ بیت تو اول تو عرب رجز کو شعر قرار ہی نہیں دیتے بلکہ وہ تو اسے ہم قافیہ مسجع عبارت سے زیادہ اہمیت ہی نہیں دیتے اس لئے رجز کہنے والے کو شاعر نہیں رجاز کہتے ہیں

آپؐ نہ صرف شعر فہمی اور شعر خوانی پر قادر تھے بلکہ شعر گوئی پر بھی قادر تھے۔ لیکن حکمت ربانی کا تقاضا یہ تھا کہ آپ کو اس سے دور رکھا جائے۔ آنحضرتؐ نے نہ صرف یہ کہ مفید اور پاکیزہ اشعار کو پسند کیا بلکہ ایسے شعر کہنے کی اجازت بھی عطا فرمائی اور حوصلہ افزائی بھی کی اور اس کیلئے ایک معیار بھی متعین کیا۔ فرمایا:

شعر بھی ایک کلام ہی ہے، چنانچہ کلام میں سے بعض تو خبیث اور نقصان دہ ہوتا ہے جبکہ بعض طیب اور پاکیزہ ہوتا ہے۔ (۲۴)

لبید کے کلام کے بارے میں فرمایا: شعراء میں سب سے اچھا کلام لبید کا ہے (۲۵)

ایک اور موقع پر آپؐ نے یہ کہہ کر شعر کی حیثیت اور بڑھا دی کہ بعض اسلوب جادو بیانی اور بعض اشعار حکمت و دانائی کا خزانہ ہوتے ہیں۔ اسی حکمت کے پیش نظر آپؐ جب قریش شعراء سے اپنے اور اسلام کے بارے میں ہجو سنتے سنتے تھک گئے تو آپؐ نے فرمایا کہ جن لوگوں نے رسول اللہ کی ہتھیاروں سے مدد کی ہے (یعنی انصار) انہیں اب زبانوں سے مدد کرنے میں کون سی چیز مانع

ہے۔ یہ بھی روایت ہے کہ جب مکہ والوں کی ہجو سے مسلمانوں کی ناک میں دم ہو گیا تو ایک صحابیؓ نے حضرت علیؓ سے کہا کہ آپ ان لوگوں کی ہجو کیجئے جو ہماری ہجو کرتے ہیں۔

کیونکہ آپ بھی علم شعر میں دسترس رکھتے تھے آپؓ نے جواب دیا کہ ہاں ہاں کروں گا بشرطیکہ آپ اجازت مرحمت فرمادیں۔ تو ایک صحابیؓ نے آنحضرتؐ سے کہا کہ آپ حضرت علیؓ کو اجازت دے دیں کہ ہماری طرف سے ان لوگوں کی ہجو کریں جو ہماری کرتے ہیں، آپؐ نے فرمایا'' کہ نہیں۔ ان (حضرت علیؓ) کے پاس وہ نہیں ہے''، یعنی جس طرح ہجو ہونی چاہئے وہ یہ نہیں کر سکتے تو سب خاموش ہو گئے۔ اس سلسلہ میں یہ روایت بھی ملتی ہے کہ آنحضرتؐ نے ایک دفعہ عبداللہ بن رواحہ کو قریش کی ہجو کرنے کا حکم دیا تو انہوں نے ہجو کی اور اچھی ہجو کی۔ اسی طرح کعب بن مالکؓ سے ان لوگوں کی ہجو کرنے کو کہا۔ تو انہوں نے بہت خوب ہجو کی۔ پھر آپؐ نے حضرت حسان بن ثابتؓ فرمائش کی تو انہوں نے ہجو کر کے آپ کے دل کو بھی اور اپنے دل کو بھی ٹھنڈک پہنچائی۔ (۲۶)

آنحضورؐ نے جب قریش مکہ کے شعراء کے جواب دینے کیلئے حسان بن ثابتؓ کو یاد کیا تو انہوں نے آگے بڑھ کر کہا: حضورؐ میں اس کام کیلئے حاضر ہوں، اور اپنی زبان پکڑ کر کہا کہ خدا کی قسم اب اس کے ذریعہ بصری اور صنعاء کے درمیان کسی دوسری بات سے مجھے خوشی نہ ہوگی یعنی اب یہ زبان صرف آپ کی طرف سے مدافعت اور آپ کی طرف سے زبانی جنگ کیلئے وقف ہے۔ آپؐ نے فرمایا لیکن تم مکہ والوں کی ہجو کرو گے کیسے؟ کیونکہ میں بھی تو انہی کا ایک فرد ہوں۔ اس پر حضرت حسان بن ثابتؓ نے کہا یا حضورؐ آپ فکر نہ کریں۔ میں آپ کو ان میں سے اس صفائی سے نکالوں گا جس طرح گوندھے ہوئے آٹے سے بال نکالا جاتا ہے۔ اس پر آپؐ نے فرمایا: اچھا جاؤ خدا جبرئیل کے ذریعہ تمہاری مدد کرے

اغانی کی ایک روایت میں ہے کہ آپؐ حسان بن ثابتؓ سے فرمایا کہ ہجو شروع کرنے سے پہلے حضرت ابوبکرؓ کے پاس جاؤ وہ تمہیں مکہ والوں کے بارے میں پوری تفصیلات بتا دیں گے۔ ان کی جنگوں اور ان کے حسب ونسب کے بارے میں پوری معلومات فراہم کر دیں گے، پھر ان کی ہجو کرو جبرئیل تمہارے ساتھ ہیں۔ حضورؐ نے یہ بات اس لئے کہی تھی کہ آپؐ خود بھی قریشی اور مکی تھے اور حسان بن ثابتؓ مدنی اور انصاری تھے اور مکہ والوں کے بارے میں زیادہ نہیں جانتے تھے۔ اس لئے خطرہ تھا کہ ایک، بات میں ہجو نہ کہہ جائیں جس میں آنحضورؐ یا ان کے قریبی رشتہ داروں پر

چوٹ پڑ جائے جس کا اظہار آپؐ نے حسانؓ بن ثابت سے کر دیا تھا۔ چنانچہ حضرت حسان بن ثابتؓ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے پاس آئے تو انہوں نے حضرت حسان بن ثابتؓ کو قریش کے حسب ونسب کے بارے میں جملہ معلومات دے کر ان کی ڈھکی چھپی برائیاں برے اور بھلے کی نشاندہی کی۔

چنانچہ حضرت حسان بن مالکؓ نے مکہ والوں اور قریشیوں کی اس طرح ہجو کی اور اس طرح ان کی بے عزتی کی کہ وہ سن کر تلملا اٹھتے تھے۔ لیکن حضورؐ پر چھینٹ نہ پڑتی تھی اسلئے وہ چیخ اٹھے کہ ہم سے چھوٹ کر ابن ابی قحافہ (ابوبکر صدیقؓ) نے شعر کہنے شروع کیے چنانچہ آپؐ فرماتے تھے کہ یہ (اس قسم کے ہجویہ اشعار) مکہ والوں کے لئے تیروں سے زیادہ تکلیف دہ ہیں۔ یہ ہجویہ انداز قریش والوں کیلئے اتنا سخت تکلیف دہ ہے جیسے گھپ اندھیری رات میں کسی پر تیز تلوار سے بھرپور حملہ کر دیا جائے۔ (۲۷)

حضرت حسان بن ثابتؓ ہجو میں بہت فحش اور عریاں باتیں کہنے کے عادی تھے لیکن مسلمان ہونے کے بعد آنحضرتؐ کے خیالات اور ایک اعلیٰ ادبی معیار متعین ہونے کی وجہ سے آپ فحش گوئی اور ابتذال سے احتراز کرنے لگے تھے، اسلئے اپنے ایک شعر میں کہا ہے

''اگر حضورؐ کا پاس ادب نہ ہوتا تو میں تم مردوں میں سے کسی کی عزت نہ چھوڑتا اور نہ عورتوں کی'' (۲۸)

حضرت حسان بن ثابتؓ اپنی زبان سے آپؐ کی ڈھال بن گئے اور آنحضرتؐ کے وصال کے وقت تک اپنی زبان کی تلوار لئے میدان شعروشاعری میں ڈٹے رہے اور آپؐ کی طرف سے مکہ والوں اور دیگر دشمنوں کو ایسے منہ توڑ جواب دیتے رہے کہ ان کے چھکے چھوٹ گئے اور کوئی بھی آپؐ کے مقابلہ میں جم کر نہ ٹھہر سکا اس لئے آپؓ شاعر رسول کے ممتاز لقب سے سرفراز ہوئے۔ اسلام میں پہلی دفعہ شاعر اور شعر کو اتنی اہمیت، حیثیت اور عزت ملی کہ آنحضرتؐ نے اپنے منبر سے قریش کی ہجو میں کہے گئے اشعار کو حضرت حسان بن ثابتؓ کے منہ سے سنا اور فرط مسرت میں فرمایا شاباش کہے جاؤ! روح القدس تمہاری مدد کریں۔ یا ان کے ہجو کئے جاؤ جبرئیلؑ تمہارے ساتھ ہیں (۲۹)

حضرت حسان بن ثابتؓ کے علاوہ کعب بن مالکؓ اور عبداللہ بن رواحہؓ نے بھی اس محاذ پر حق نطق

ادا کیا تھا۔ آپؐ نے ان کے قصیدوں کو بغور سنا تھا اور کعب بن مالکؓ کے اس قصیدے میں ایک شعر کی اصلاح بھی فرمائی تھی جو غزوہ احد کے سلسلہ میں عبداللہ بن الزبعری کے جواب میں کہا گیا ہے (۳۰) بلکہ اگر ہم یہ کہیں کہ عہد نبویؐ میں پہلی مرتبہ سیاسی ہجوگوئی کی ابتدا ہوئی تو شاید غلط نہ ہوگا۔ کیونکہ اس سے پہلے اگر کسی کی ہجو کی جاتی تھی تو عموماً کسی ذات قبیلے، خاندان وغیرہ کو نشانہ تنقید بنایا جاتا تھا۔ مگر عہد نبویؐ میں پہلی مرتبہ ایک عقیدے کی دوسرے عقیدے سے ٹکر ہوئی ایک طرف مسلمان تھے جبکہ دوسری طرف مختلف قبائل میں بٹے ہوئے مشرکین کا متحدہ محاذ تھا۔ جس کا ہدف اسلام اور مسلمان تھے۔ اس کے ساتھ ساتھ شاعری میں قرآن کریم کے طفیل ایک نیا اسلوب بیان ایک نیا انداز تعبیر درآیا، جس سے ایسے الفاظ استعمال کیے گئے جو پہلے مستعمل نہ تھے۔ جیسے جنت، دوزخ، کفر، ایمان، الصلوۃ، زکوۃ اور رکوع وغیرہ یہ سب الفاظ جاہلی زمانے میں بھی عام طور سے لوگوں کو معلوم تھے لیکن اسلام نے ان کو جن نئے معنوں میں استعمال کیا ان معنوں میں یہ مستعمل نہ تھے اس لئے عربی شاعری میں مزید وسعت پیدا ہوئی اور معنوی لحاظ سے مزید نکھر گئی لیکن اس کے باوجود یہ بات ثابت شدہ حقیقت کے طور پر تسلیم کر لی گئی ہے کہ اسلام اور پیغمبر اسلام شاعری کو ناپسندیدہ نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ اس بات کو یقین کا درجہ دینے میں تو کچھ عرب مورخین، نقادوں، کچھ شعراء کے کج رویوں اور بعض علماء کی خشک مزاجی یا شدت پسندانہ طبیعت کا ہاتھ ہے اور بہت کچھ مغربی مستشرقین کا جنہوں نے اس بات کو خوب ہوا دی ہے حالانکہ بات صرف یہ ہے کہ اسلام سے پہلے عربوں میں شاعری کا رواج تھا۔ نثر بہت کم بلکہ نہ ہونے کے برابر تھی۔ اسلام نے شاعری کے ساتھ نثر کی طرف بھی توجہ دی اور دونوں کا پلہ برابر کر دیا۔ اور عربی نثر جو عربی شاعری کے سامنے ٹمٹماتا ہوا دیا تھا، چراغ منیر بن گیا۔ عربی جو پہلے صرف شاعری کی زبان تھی اب علمی زبان بھی بن گئی اور لوگوں کا ذوق علمی بھی بیدار ہوا، جس کی وجہ سے شاعری کی چمک ماند پڑگئی

حضورؐ نے زمانہ جاہلیت کے مشہور شاعر امراؤالقیس کے متعلق فرمایا ہے: ''اشعر الشعراء قاعدھم الی النار امراء القیس'' چونکہ امراؤالقیس کی شاعری فنی لحاظ سے اگر ایک طرف بہت بلند تھی تو دوسری طرف فسق و فجور کو بھی ہوا دیتی تھی اس لئے فنی نقطہ نظر سے آپؐ نے اس کی شاعر کو سراہا اور انہیں اشعر الشعراء کہا مگر مواد کے اعتبار سے انہیں جہنمیوں کا سردار کہا۔ (۳۱)

امراؤ القیس کے بارے میں اس ارشاد سے ہم نہ صرف حضورؐ کے بہترین ادبی تنقیدی ذوق کا اندازہ لگا سکتے ہیں بلکہ یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اگر اسلام ایک طرف تعمیری ادب کا علمبردار ہے جس میں تمام فنی پہلوؤں کا خیال رکھا گیا ہو تو اس کے ساتھ اس بات کا بھی متمنی ہے کہ شاعر و ادیب اپنے فن پاروں میں اپنے اعلیٰ کردار سے رنگ بھرے۔ سید قطب شہید نے کیا خوب لکھا ہے کہ

کہ کسی اچھے ادب پارے کی مثال ایسی ہے جیسے خوبصورت اور بیجان مورتیاں، مگر اس ادب پارے کو تخلیق کرنے والا جب اپنے ادب کے مطابق اپنے کردار کی عظمت پیش کرتا ہے تو ان خوبصورت اور بے جان مورتیوں میں جو جان پیدا ہوتی ہے وہ صرف کتابوں کے صفحات تک محدود نہیں رہتیں بلکہ وہ انسانی آبادیوں میں چلتی پھرتی نظر آنے لگتی ہیں (۳۲)

شاعری کی مذمت میں عموماً اس حدیث کو بیان کیا جاتا ہے کہ جب حضورؐ مقام عروج میں (جو کہ مکہ کے راستے میں ایک گاؤں ہے) جا رہے تھے تو ایک شاعر شعر پڑھتا ہوا سامنے آیا۔ آپؐ نے اس کا شعر سن کا فرمایا کہ اس شیطان کو پکڑ لو یا اس شیطان کو روک لو انسان کا پیپ سے پیٹ بھر لینا بہتر ہے کہ اس میں شعر بھرے۔ (۳۳)

یہ حدیث تھوڑے بہت اختلاف کے ساتھ مختلف موقعوں پر صحیح بخاری شریف، صحیح مسلم، ابن ماجہ، سنن ابوداؤد، جامع ترمذی اور مشکوۃ شریف میں بھی ہے۔ وہ غالباً کوئی فحش، ہزل گو ہجو کرنے والا شاعر تھا جس کی وجہ سے آپؐ نے یہ فرمایا۔ اس واقعہ کی روشنی میں مذمت شعر کے لئے اس حدیث کا سہارا لینا مناسب نہیں۔ تاہم اگر مخالفین شعر کے اصرار کو مان بھی لیا جائے تو پھر اس حدیث مبارکہ کو بھی تخریبی ادب کے تناظر میں دیکھنا چاہئے کیونکہ جب شاعری بگڑ جاتی ہے تو اس کی زہریلی ہوا سوسائٹی کو بھی نہایت نقصان پہنچاتی ہے۔ جب جھوٹی شاعری کا رواج پوری قوم میں ہو جاتا ہے تو جھوٹ اور مبالغہ سے سب کے کان مانوس ہو جاتے ہیں۔ جس شعر میں زیادہ جھوٹ یا مبالغہ ہوتا ہے اس شاعر کو زیادہ داد ملتی ہے تو شاعر مبالغہ اور غلو کرتا ہے تا کہ اور زیادہ داد ملے۔ ادھر اس کی طبیعت راستی سے دور ہٹتی جاتی ہے اور ادھر جھوٹی اور بے سروپا باتیں وزن قافیہ کے دلکش پیرائے میں سنتے سنتے سوسائٹی کے مزاج میں زہر گھلتا جاتا ہے۔ حقائق و واقعات سے لوگوں کو روز بروز مناسبت کم ہو جاتی ہے۔ عجیب وغریب باتوں، سپر نیچرل کہانیاں اور محال خیالات سے دلوں

میں انشراح ہونے لگتا ہے۔ تاریخ کے سیدھے سادھے وقائع سننے سے جی گھبرانے لگتے ہیں۔ جھوٹے قصے اور افسانے حقائق واقعیہ زیادہ دلچسپ معلوم ہوتے ہے۔ تاریخ، جغرافیہ، ریاضی اور سائنس سے طبیعتیں بیگانہ ہوجاتی ہیں اور چپکے چپکے مگر نہایت استحکام کیساتھ اخلاق ذمیمہ سوسائٹی میں جڑ پکڑتے ہیں اور جب جھوٹ کے ساتھ ہزل ومسخریت بھی شاعری کے قوام میں داخل ہوجاتی ہے تو قومی اخلاق کو بالکل گھن لگ جاتا ہے (۳۴)

آپؐ کا ارشاد گرامی ہے شعر کلام ہے، اچھا کلام اچھا شعر اور برا شعر برا کلام ہے (۳۵)

اسلئے ایک اچھا کلام ایک مسلمان شاعر و ادیب کیلئے صدقہ جاریہ ہے جب تک اس کا کلام پڑھا جائے اور سنا جائے گا اس کو اس کا اجر و ثواب ملتا رہے گا کیونکہ آپؐ کا ارشاد ہے ''اچھی بات بھی صدقہ ہے'' (۳۶)

اس سلسلہ میں ایک بہت اہم بات سوچنے کی یہ ہے کہ اگر اسلام شعروشاعری کا مخالف ہوتا تو آنحضرتؐ کے زمانے سے لے کر آج تک وہ ہزاروں لاکھوں مسلمان شعراء بھلا کیسے پیدا ہوسکتے تھے اور اس طرح کھلے عام کیسے شاعری کرسکتے تھے؟ جس طرح کرتے رہے ہیں۔ آنحضرتؐ کا ادنیٰ اشارہ بھی اس کی مخالفت کا ہوتا تو شعروشاعری کب اپنی موت مرچکی ہوتی۔ جس طرح وثنیت اور اوہام پرستی مسلمانوں میں ختم ہوکر رہ گئی۔ جس طرح رقص، مجسمہ سازی، پینٹنگ، اور تصویرکشی مسلمانوں میں بحیثیت پسندیدہ فن اور آرٹ آج تک پوری طرح مقبول نہ ہوسکے اسی طرح شعروشاعری بھی مسلمانوں میں پنپ نہ پاتی

شعر کے بارے میں جب کعب بن مالکؓ نے آپؐ سے دریافت کیا تو فرمایا ''مومن اپنی تلوار سے جہاد کرتا ہے اور اپنی زبان سے بھی'' (۳۷) یہ فرما کر آپؐ نے مسلمان ادباء وشعراء پر بہت بڑی ذمہ داری عائد کی ہے۔ آج ہمیں جس فکری اور ثقافتی یلغار کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے، اگر ہمیں اس کو روکنا ہے، اپنی تہذیب، اپنے نظریات اور اپنی قدروں کیساتھ جینا ہے تو اس کے لئے جہاد بالسیف کے بجائے جہاد بالقلم کی ضرورت ہے۔ اب یہ مسلمان اہل قلم کی ذمہ داری ہے کہ اس فکری اور ثقافتی یلغار کے آگے بند باندھ لیں اور حق قلم ادا کریں۔

آنحضرتؐ اور اسلام نے شعروشاعری سے متعلق جو رویہ اپنایا تھا اس کی طرف مذکورہ صفحات میں اشارہ کیا گیا ہے۔ مزید باتیں مناسب موقعوں پر کہی گئی ہیں جن کا خلاصہ بقول حاتم الرازی یہ ہے

کہ آنحضرتؐ نہ صرف شعر پسند فرماتے تھے بلکہ فرمائش کر کے سنتے بھی تھے اور اپنے شعراء سے مخالفین کا جواب بھی دلواتے تھے، شعر سن کر مجرموں اور خطا کاروں کو معاف فرما دیتے تھے، معذرت اور توبہ قبول فرماتے تھے۔ اچھا شعر کہنے پر انعام واکرام سے نوازتے بھی تھے اور اچھا شعر سن کر فرط وانبساط سے جھومنے لگتے تھے (۳۸)

حواشی وحوالہ جات

۱۔سورہ الشعراء آیات ۲۲۴۔۲۲۷ تفسیر دیکھئے تفہیم القرآن ج/۳، معارف ج/۶ انوار البیان ج/۶

۲۔تاریخ ادب عربی ص/ ۴۵

۳۔فصاحت نبویؐ ۲۱۸

۴۔رحمت للعالمین ج/۳ ص/ ۲۵۸

۵۔تفہیم القرآن جلد/۳

۶۔طبقات ابن سعد، جلد/۲، ص/۱۵۳

۷۔سیرت سرور عالمؐ، جلد/۲، ص/۲۷۹

۸۔(ا) مشکوۃ شریف، باب البیان وشعر، جلد/۳ (ب) سیرت النبیؐ، جلد/۱، ص/۱۳۶

۹۔تاریخ عربی ادب، ص/۲۸۴

۱۰۔سیرت النبیؐ کامل، ابن ہشام، جلد/۱، ص/۱۲۸

۱۱۔سیرت النبیؐ کامل، ابن ہشام، جلد/۱، ص/۴۸۹

۱۲۔سیرت النبیؐ، جلد/۱، ص/۲۶۶۔۲۷۱

۱۳۔جامع ترمذی شریف، جلد/۲، باب شعر پڑھنے کے بیان میں ص/۲۷۵

۱۴۔طبقات ابن سعد، جلد/۳، ص/ ۲۱

۱۵۔سیرت النبیؐ، جلد/۱، ص/۲۴۶۔۲۴۵

۱۶۔(ا) تاریخ عربی ادب، ص/۵۴۵، ۶۹۱، ۷۰۴۔ (ب) سیرت النبیؐ، جلد/۱، ص/۳۰۳

۱۷۔تاریخ عربی ادب، ص/۶۳۳، ۴۹۵

۱۸۔اُسوہ رسول اکرمؐ ص/۵۱۳ اور اسلامی ثقافت ص/ ۴۵۱

۱۹۔فصاحت نبویؐ،ص/۱۸۱
۲۰۔فصاحت نبویؐ،ص/۱۸۱
۲۱۔تاریخ عربی ادب،جلد/۱،ص/۲۵۶
۲۲۔بخاری شریف،جلد سوم،باب کتاب الادب،ص/۴۴۰
۲۳۔طبقات ابن سعد،جلد/۴،ص/۲۰۷
۲۴۔فصاحت نبویؐ،ص/۱۸۱۔۱۸۵
۲۵۔بخاری شریف،جلد سوم،باب کتاب الادب
۲۶۔تاریخ عربی ادب،جلد/۱،ص/۶۲۰
۲۷۔مشکوۃ شریف،ج/۲،ص/۴۷۶(ب) تاریخ عربی ادب،جلد/۱،ص/۶۱۸۔۶۲۱
۲۸۔تاریخ عربی ادب،ص/۶۵۵
۲۹۔بخاری ج/۱ کتب الصلوۃ(ب) تاریخ عربی ادب،جلد/۱،ص/۶۱۴
۳۰۔(ا) سیرت النبیؐ کامل، ان ہشام جلد/۲، ص/۱۳۲(ب) تاریخ عربی ادب،جلد/۱، ص/۶۷۷
۳۱۔اسلامی نظریہ ادب،ص/۲۳
۳۲۔مجلہ علم وادب،ص/۴۷
۳۳۔مشکوۃ شریف،جلد/۲،باب شعر کا بیان
۳۴۔مقدمہ شعروشاعری،ص/۳۱۔۳۰
۳۵۔مشکوۃ شریف،جلد/۲،باب شعر کا بیان،ص/۴۸۰
۳۶۔بخاری شریف،جلد/۳،باب کتاب الادب،ص/۳۹۶
۳۷۔مشکوۃ شریف،جلد/۲،باب شعر کا بیان،ص/۴۷۸
۳۸۔تاریخ عربی ادب ص/۴۹۸

مقالہ کا انتخاب شیریں زادہ خدوخیل کی کتاب عہد نبویؐ میں شعروادب سے کیا گیا تھا